کشمیری زبان وادب کے لیے یورپی ماہرِ لسانیات ڈاکٹر مارک ارل سٹین کی خدمات

فریدہ انجم
پی ایچ۔ڈی سکالر (کشمیریات)
شعبہ کشمیریات، اورینٹل کالج، پنجاب یونیورسٹی، لاہور

SERVICES OF MARK AUREL STEIN REGARDING KASHMIRI LANGUAGE AND LITERATURE

Farida Anjum
PhD Scholar (Kashmir Studies)
Punjab University Oriental College, Lahore

Abstract

Dr. Mark Aurel Stein was a renowned Orientalist. He had been affiliated with University of the Punjab, Lahore as Sanskrit teacher as well as its registrar. He showed interest in Kashmiri language and literature. He travelled to Kashmir where he collected folklores of Kashmir and made a comprehensive catalogue of rare Sanskrit books. Besides his other services, he edited and published Rajatirangni, the famous treatise on Kashmiri language and culture. This article covers life and literary services of Dr Aurel Stein.

Keywords:

کشمیر، انگلینڈ، پنجاب یونیورسٹی، اورینٹل کالج، ارل سٹین، لوتھرن، جارج بوہلر، سنسکرت، راج ترنگنی

ریاست جموں وکشمیر کے فطری حسن اور خوبی آب وہوا نے ہمیشہ ملکی اور غیر ملکی سیاحوں، شاعروں اور حکمرانوں کو اپنی طرف متوجہ رکھا ہے۔اہلِ دل ونظرا سے زمانہ قدیم ہی سے فردوسِ دیدہ ودل سمجھتے رہے ہیں۔ اہلِ یورپ کے لیے بھی یہ سرزمین خاص طور پر باعثِ کشش رہی ہے۔کشمیر میں ان کے آنے کا بنیادی مقصد تو سیاحت تھا،مگر انھوں نے علم وادب کے اس مرکز پر تحقیق کے حوالے سے بے شمار کام کیے۔

تاریخ کشمیر ایسی مغربی شخصیات کے تذکروں سے بھری پڑی ہے،جنھوں نے کشمیر میں نہ صرف علمی وادبی حوالے سے تحقیقی وتخلیقی کام سرانجام دیا بلکہ اُن کا کردار بھی یہاں کے لوگوں پر اثرانداز ہوا۔ایک ایسا ہی مغربی مفکر ''ارل سٹین'' ہے جو اپنی ادبی اور مفکرانہ سوچ وعمل سے جانا جاتا ہے۔کشمیری ادب میں نام پیدا کرنے والوں میں ارل سٹین سب سے مقدم ہے۔(۱)ارل سٹین ہنگری سے تعلق رکھتا تھا اور ۱۸۸۸ء میں پہلی مرتبہ کشمیر آیا تھا۔وہ بنیادی طور پر ماہر آثار قدیمہ تھا۔تاہم علم وادب،لسانیات،ارضیات،تہذیب وثقافت میں دلچسپی رکھتا تھا۔ارل سٹین کی پوری زندگی علم وادب کے سانچے میں ڈھلی رہی اور شوقِ جستجو میں اسے جہاں گردی بھی کرنا پڑی۔اگر چہ جہاں گردی،سیاحت اور گھومنا پھرنا ایک مشغلہ ہے،ارل سٹین کو یہ مشغلہ وراثت میں ملا تھا۔اس کے خاندان کے کئی افراد ملکوں ملکوں پھرتے تھے۔ارل سٹین بھی اپنے خاندانی اوصاف کے پیشِ نظر اُن ہی کی پیروی کرتا ہوا سیاحت کے لیے نکل کھڑا ہوا۔لوتھرن Lutheran گرائمر سکول سے ۱۸۷۲ء سے ۱۸۷۷ء تک وہ مشرقی علوم کی تعلیم حاصل کرتا رہا تھا۔وہ انڈر گریجویٹ سٹڈیز کے لیے ویانا سے Leipzig گیا تاکہ سنسکرت اور فلسفہ کی تعلیم حاصل کرسکے۔چنانچہ وہاں سنسکرت کی تعلیمات جارج بوہلر کی زیرِ نگرانی حاصل کیں۔

جارج بوہلر کے علاوہ یورپی پروفیسر Rudolph Von Roth جو مشرقی علوم کے ماہر تھے، انھوں نے سٹین کی بہت رہنمائی کی۔Roth کو مذاہب کی تاریخ اور انڈو یورپین زبانوں پر مکمل عبور حاصل تھا۔ پروفیسر Roth سے ارل سٹین کو بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔بوہلر اور Roth دونوں کی زیرِ نگرانی ارل سٹین کی مشرقی زبانوں پر گرفت مضبوط ہوئی۔بقول ایس این پنڈت:

> Once Buhler had left Leipzig, Aurel moved again to Tubingen to hear the lectures of Rudolph Von Roth, Professor of Indo-European Languages and History of Religions. Both Roth and Buhler guided Aurel's studies, giving them depth and focus.(2)

ارل سٹین نے ۱۸۸۳ء میں پی ایچ ڈی (Ph.D) مکمل کی۔اس کے مقالے کا عنوان "Old Persian Religious Literatrue" تھا۔ارل سٹین کا یہ مقالہ مشرقی زبانوں کی ترویج وترقی

میں اہم پیش خیمہ تھا۔حکومت ہنگری نے ارل سٹین کو پوسٹ ڈاکٹریٹ کی پیشکش کی، جو اس نے بخوشی منظور کر لی۔اس مقصد کے لیے وہ ۱۸۸۴ میں انگلینڈ روانہ ہوا۔اس وقت انگلینڈ سے بہتر کوئی اور مقام اس کی نظر میں نہیں تھا۔مشرقی علوم کے حصول کے لیے اس کی جستجو اور راہیں کھلتی جا رہی تھیں۔

ارل سٹین کی ملاقات انگلینڈ میں Dr. Theodore Duka سے ہوئی۔ڈاکٹر Theodore ہنگرین اکیڈمی آف سائنس کے عہدے دار تھے اور EIC کی طرف سے بنگال میں انڈین میڈیکل سروسز سے وابستہ تھے۔ڈاکٹر Theodore مشرقی علوم سے دلچسپی رکھتے تھے مگر اپنی مصروفیات کی بنا پر وہ اس علمی وتحقیقی کام کو جاری نہ رکھ سکے۔جب ان کی ملاقات ارل سٹین سے ہوئی تو انھیں سٹین میں وہ خوبیاں اور صفات نظر آئیں جو ایک Orientalist میں ہونا چاہیں۔سٹین میں انھیں اپنا پرتو نظر آیا۔انھوں نے تحقیقی کام کی تکمیل کے لیے اسے انڈیا آنے کی تجویز پیش کی۔سٹین نے "Oriental Languages" پر تحقیق کے لیے انڈیا جانے کا فیصلہ کیا۔ایس این پنڈت نے ارل سٹین کے انڈیا آنے کی دو وجوہات بیان کی ہیں:

1. The first was the importance given in the latter part of the 19th century by central European scholarship to Philological Studies.
2. The other bridge to India was furnished by the life and labour of the Hungarian Csoma de Korosi, legend in his own time and eventually a patriotic symbol stimulating his countrymen's interest in Oriental research. (3)

ارل سٹین انڈیا میں ویدک دور کے قلمی نسخے تلاش کرنا چاہتا تھا،ایک نسخہ ڈاکٹر Von Roth کے پاس تھا۔ڈاکٹر روتھ برطانوی ہند کے علم میں یہ بات لائے کہ ایسے مزید نایاب قلمی نسخے کشمیر میں موجود ہیں۔یہ ادب کا بہترین سرمایہ ہیں لہٰذا ان کو تلاش کیا جائے۔(۴)اسی مقصد کے لیے ارل سٹین یہاں آنا چاہتا تھا۔جارج بوہلر بمبئی میں مشرقی زبانوں کا پروفیسر تھا۔وہ جب ۱۸۷۵ء میں ویانا واپس چلا گیا تو اپنے مشن کی تکمیل کے لیے اس نے ارل سٹین کو یہاں آنے کے لیے متحرک کیا،تا کہ جو قلمی نسخے بوہلر خود حاصل نہ کرسکا ارل سٹین وہ حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ارل سٹین انڈیا جانے کے لیے رضامند تھا۔اب اصل بات یہ تھی کہ وہ کس طرح انڈیا جائے۔ایس این پنڈت اس کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

Aurel Stein thought that if he could get to India, he might be fortunate one to secure that Sharda archetype which his

> teacher had located and whose transcription waited to be done. It was a task worthy of the preparation he had received. But how was he to get to India? He did not know.(5)

انگلینڈ میں پی ایچ -ڈی کرنے کے دوران اس کی ملاقات سر ہنری یل (Sir Henry Yule) اور سر ہنری رالنسن (Sir Henry Rawlinson) سے ہوئی تھی ۔یہ دونوں انڈین کونسل سے تعلق رکھتے تھے ۔دونوں سٹین کی تعلیمی قابلیت سے بہت متاثر تھے ۔انھوں نے انڈین کونسل میں ارل سٹین کے لیے سفارش کی کہ پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج میں رجسٹرار کی Post کے لیے یہ نوجوان نہایت موزوں ہے ۔ارل سٹین نے اس پوسٹ پر کام کرنے کی ہامی بھرلی ۔

۲۵ سال کی عمر میں وہ ۱۸۸۵ء میں ہندوستان کی طرف روانہ ہوا ۔فروری ۱۸۸۸ء میں لاہور، پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج میں بطور رجسٹرار تعینات ہوگیا ۔ اورینٹل کالج میں ملازمت نے اس کے لیے مشرقی زبانوں کی تحقیق کا دروازہ کھول دیا ۔لاہور میں ہی راج ترنگنی کا قلمی نسخہ اصلاح کے لیے اس کا منتظر تھا کیونکہ لاہور کشمیر سے بہت قریب تھا ۔شفیع شوق لکھتے ہیں:

> In 1888 he visited Kashmir to get an entire and the oldest manuscript of the Rajatarangni. (6)

ارل سٹین کی یہاں پر ڈبل ڈیوٹی تھی ۔ایک تو کالج میں سنسکرت زبان پڑھانے کی اور دوسری رجسٹرار کی، اس لیے وہ بہت مصروف تھا ۔وہ تحقیق میں زیادہ دلچسپی رکھتا تھا، مگر اس نے پڑھانا بھی جاری رکھا ۔جب پنجاب یونیورسٹی میں گرمیوں کی چھٹیاں ہوئیں تو وہ وائس چانسلر Dr. William Rattigan اور کشمیر میں برٹش ریذیڈنٹ کرنل W. F. Prideanx سے اجازت نامہ لے کر کشمیر چلا گیا اور ۸/جون ۱۸۸۸ء کو سرینگر پہنچ گیا ۔اس وقت کشمیر کا گورنر ڈاکٹر سورج کول (Dr. Suraj Kaul) تھا ۔اس نے ارل سٹین کو کشمیری پنڈتوں سے ملوایا ۔یہ کشمیری پنڈت سنسکرت زبان پر مکمل عبور رکھتے تھے ۔یہ لوگ سٹین کی سنسکرت زبان پر عبور اور معلومات سے بہت متاثر ہوئے ۔ارل سٹین نے نوٹ کیا کہ سنسکرت زبان کی ادائیگی یا روزمرہ بول چال ہر علاقے میں الگ الگ ہے ۔سٹین خود مقامی پنڈتوں کے ساتھ رہتے ہوئے انھی کے لب ولہجہ میں بات کرتا تھا ۔

کشمیر میں سٹین کو سنسکرت زبان کے قدیم قلمی نسخے دکھائے گئے جو چار ہزار سال پہلے بھوج پتر کی چھال پر لکھے گئے تھے ۔یہ نسخے دور دراز دیہاتوں سے اکٹھے کیے گئے تھے اور جارج بوہلر کی نظر سے اوجھل رہ گئے تھے ۔سٹین ان نسخوں کا ریکارڈ ترتیب سے مرتب کرنا چاہتا تھا ۔اس نے مہاراجہ کی ذاتی لائبریری کو استعمال کرنے

کے لیے سٹیٹ کونسل سے اجازت حاصل کر لی تھی۔ کشمیر میں آ کر اس نے اپنا بنیادی مقصد سامنے رکھا جو راج ترنگنی کے قدیم نسخہ کی تلاش اور اس کی ترتیب نو کرنا تھا۔ اسٹین نے اپنی تحقیقات سے درج ذیل مقاصد حاصل کیے:

- راج ترنگنی کا سنسکرت زبان میں ترجمہ اور ترتیب نو کرنا جو اس نے پنڈت گوند کول کے ساتھ مل کر ۱۸۹۲ء میں مکمل کیا۔
- کشمیر کے قدیم جغرافیہ کے حوالہ سے کام، جو اس نے ۱۸۹۹ء میں مکمل کیا۔
- راج ترنگنی کا انگریزی زبان میں ترجمہ جو دو جلدوں میں کیا، اور یہ کام ۱۹۰۰ء میں مکمل ہوا، اس میں گیارہ سال کا عرصہ لگ گیا۔ اپنی اس کاوش کو سٹین نے بوہلر کے نام منسوب کیا۔(۷)

راج ترنگنی کا سنسکرت زبان کا ترجمہ مکمل ہونے پر ارل سٹین نے اسے پرتاب سنگھ کے نام منسوب کیا۔ والٹر لارنس لکھتے ہیں:

> In 1892 a new edition of Kalhana's work was published by Dr. Stein, under the auspices of the Kashmir state council.(8)

ارل سٹین نے راج ترنگنی کے مطالعہ اور نئے ایڈیشن کی اشاعت کے لیے دل و جان سے محنت کی۔ کام کی لگن اس کے لیے اسی طرح ضروری تھی جس طرح زندگی یا زندہ رہنے کے لیے وٹامن ضروری ہوتے ہیں۔ بقول ایس این پنڈت:

> He regarded it as unprofessional to shirk such a duty. Rajatarangni was Stein's first and the last love. He carried its lingered thoughts throughout his life. (9)

ان تینوں مقاصد کے حصول کے لیے سٹین نے انتھک محنت کی۔ زبان و ادب، فلسفہ اور کلچر کے روایاتی ورثہ کو محفوظ کرنا کوئی آسان کام نہیں تھا۔ کشمیری ساتھیوں پنڈت گوند کول، موکھندرام اور دامور جیسے سنسکرت زبان کے مفکرین نے ارل سٹین کا بھرپور ساتھ دیا۔ راج ترنگنی کا سنسکرت زبان میں ترجمہ ارل سٹین کے شرقی خیالات و جذبات کی بھرپور عکاسی کرتا تھا۔ سٹین اس کامیابی پر مطمئن تھا۔ وہ اس کی دوسری جلد بھی تیار کر کے منظر عام پر لانا چاہتا تھا، مگر تعلیمی سرگرمیوں کی وجہ سے یونیورسٹی سے فراغت کا منتظر تھا اور اس کے لیے وہ محنت اور کوشش بھی کر رہا تھا۔ اس کے لیے مواد بھی جمع کر رہا تھا، مواد اکٹھا کرنے میں پنڈت گوند کول نے ارل سٹین کی بہت مدد کی۔ جگموہن لال ہنڈ جو کشمیری پنڈت تھا اور لاہور میں وقتی طور پر مقیم تھا، اس کی ذاتی لائبریری میں سنسکرت زبان کے بہت سے نایاب قلمی نسخے پڑے تھے، ارل سٹین نے ۱۸۹۵ء میں اس لائبریری سے بھی بہت سا مواد اکٹھا کیا۔

سٹین کو جس قلمی نسخے Codex Archtypus کی تلاش تھی، وہ اسے پتوں پر لکھا ہوا مختلف حصوں میں ملا۔ جو نسخہ بھورے رنگ کے کاغذ پر لکھا ہوا ملا وہ انتہائی مخدوش حالت میں ڈیڑھ سو سال پرانا تھا اور دیوناگری رسم الخط میں تھا۔ اس نسخے کو جگموہن کے آبا کشمیر سے لاہور لے آئے تھے۔ اسی دوران ۱۸۹۹ء میں پنڈت گوند کول کا انتقال ہو گیا، گوند کول کی زندگی میں تو یہ کام نہ ہو سکا۔ مگر اس کام کو پورا کرنا بھی سٹین کے لیے ایک آزمائش یا امتحان سے کم نہ تھا۔ جارج بوہلر اور گوند کول کی معاونت اور تعاون کا یہ نتیجہ نکلا کہ ارل سٹین بہترین محقق بن گیا۔

رگوناتھ ٹمپل لائبریری

رنبیر سنگھ علم و ادب سے گہرا شغف رکھتا تھا۔ اس نے ریاست میں تعلیمی اداروں کے ساتھ ساتھ اپنی ذاتی لائبریری بھی بنا رکھی تھی جس کا نام "Raghunath Temple Library" تھا۔ اس لائبریری میں سنسکرت زبان کے قلمی نسخوں کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ ان نایاب نسخوں کی خبر جب مغربی محققین تک پہنچی تو انھوں نے کشمیر کی طرف اپنے اپنے قدم بڑھا دیے۔ ایس این پنڈت لکھتے ہیں:

> With the progress of Ragunath Temple Library Collection, first European interests were drawn towards this treasure.(10)

ارل سٹین نے ۱۸۸۸ء میں جموں کا دورہ کیا۔ اس نے سٹیٹ سیکریٹری W. F. Prideaua سے رنبیر سنگھ کی لائبریری دیکھنے کا اجازت نامہ لے رکھا تھا۔ یہ لائبریری رگھوناتھ مندر میں واقع تھی۔ اس لائبریری میں سنسکرت زبان کے ۸۰۰ قلمی نسخے پڑے ہوئے تھے۔ پرتاب سنگھ نے ان نسخوں کی فہرست بنانے کا خیال ظاہر کیا۔ لہٰذا ارل سٹین کی کوشش سے اکتوبر ۱۸۸۹ء میں لائبریری کھل گئی۔ جموں و کشمیر ریاست کا نیا ریذیڈنٹ آفیسر R. Parrey Nisbet تھا۔ اس نے ارل سٹین کو سنسکرت زبان کے ان قلمی نسخوں کو مرتب کرنے کا موقع دیا۔ سٹیٹ کونسل سے درخواست کی گئی کہ اس کام کے لیے معاونین مہیا کیے جائیں۔ چنانچہ اس درخواست کے نتیجہ میں دو کشمیری سکالرز پنڈت گوند کول اور Pundit Sahaz Bhat اس کے معاون مقرر ہوئے۔ قلمی نسخوں کو ترتیب دینا ایک مشکل اور اعصاب شکن کام تھا۔ مگر ارل سٹین بہت حوصلے اور مضبوط اعصاب کا مالک تھا۔ وہ اس قسم کے تحقیقی کام پہلے بھی اپنے یورپی ساتھیوں کے ساتھ یورپ میں کر چکا تھا۔ اس لیے وہ گھبرایا نہیں۔ اگرچہ لاہور میں پنجاب یونیورسٹی میں اس کی تعلیمی اور انتظامی مصروفیات جاری تھیں مگر پھر بھی وہ ہمت نہ ہارا۔ ایس این پنڈت رقمطراز ہیں:

> This was a damper for the preparation of catalogue with classified list, extracts, making texts over other details, as it

> would involve large time, effort and application. Stein a scholar of high fame and repute was aware of such exercise earlier done by Professor Weber, Professor Aufrecht and Dr. Eggeling while they made catalogue of Sanskrit manuscripts collections at Berlin, Oxford and London. (11)

ارل سٹین کے دونوں ساتھی مغربی معیار کے مطابق کام کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔۱۸۸۹ء میں ارل سٹین نے کام کا آغاز کر دیا۔اس نے خود کو تحقیق کے سمندر میں غرق کر لیا تھا اور بڑے عمدہ طریقے اور منظم انداز میں ان قلمی نسخوں کی ترتیب اور تیاری کا کام کیا۔۱۸۹۳ء تک سنسکرت زبان کے بہت سے قلمی نسخوں کو وہ ترتیب دے چکا تھا۔پنڈت مزید بیان کرتے ہیں:

> This included prepration of text of manuscripts, beginning and conclusions, identification of title characters, author, date, contents and reproduction of colophon in each manuscript.(12)

ارل سٹین نے کام کی کارکردگی اور معیار کا جائزہ لینے کے لیے دیگر ماہرین سنسکرت سے رابطہ کیا اور لائبریریوں کا رخ کیا۔کشمیر میں سنسکرت قلمی نسخہ جات کی بہت سی لائبریریاں موجود تھیں۔سنسکرت زبان کے نسخوں کی ترتیب و تنظیم کے بعد ارل اسٹین نے اسے

> "Catalogue of six thousand Sanskrit Manuscripts of Maharaja Ranbir Singh Raghunath Temple Library"

کے عنوان سے شائع کروا دیا۔اس فہرست کی تیاری سے دنیا بھر کے سنسکرت زبان و ادب کے طالب علموں کو ایک مرکزِ علم مل گیا۔ارل سٹین کی اس کارکردگی پر اسے جتنا بھی سراہا جائے کم ہے کیونکہ سٹین کی کاوشوں اور محنت سے یہ قدیم علمی خزانہ ضائع ہونے سے بچ گیا اور اسے ایک نئی شکل میں محفوظ کر لیا گیا۔بلاشبہ ان قلمی نسخوں کو یکجا کرنا ایک عظیم کارنامہ اور اپنی نوعیت کا منفرد کام تھا۔رنبیر سنگھ کی لائبریری میں پانچ ہزار کتب کو ترتیب و منظم انداز میں رکھنے کا اولین سہرا اسٹین کے سر ہے۔(۱۳)

ارل سٹین راج ترنگنی کا سنسکرت زبان میں دوسرا ایڈیشن بھی جلد شائع کروانا چاہتا تھا،کشمیری پنڈتوں کے پاس راج ترنگنی کے قلمی نسخے اُن کی ذاتی ملکیت میں تھے۔ارل سٹین نے پنڈت دامودر کی ملکیتی راج ترنگنی کے قدیم نسخہ سے بھی راہنمائی حاصل کی۔سٹین اس نسخے کو پچاس سال بعد تصاویر کے ساتھ دوبارہ شائع کروانا

چاہتا تھا۔ یہ تصاویر ارل سٹین نے کشمیر کے قدیم جغرافیہ کے سروے کے وقت لی تھیں۔ آکسفورڈ یونیورسٹی نے یہ تصاویر والا نسخہ پاس کر دیا تھا، مگر کشمیر دربار اور آکسفورڈ یونیورسٹی کے مابین ادائیگی کے معاملے میں مفاہمت نہ ہو سکی اور یہ نسخہ شائع نہ ہو سکا۔ ارل سٹین کے پاس ہندوؤں کی مقدس کتاب ''مہابھارت'' کا نسخہ بھی تھا۔ قدیم کشمیری زبان میں لکھا قلمی نسخہ ''مہانے پرکاش'' بھی اس کو مل گیا تھا۔

ارل سٹین کو کشمیر اور کشمیری ادب سے عشق ہو گیا تھا۔ اس نے ان قلمی نسخوں کو اکٹھا کرنے کے لیے خرچے کی بھی پروا نہ کی اور اپنے قیام کے دوران اپنی جیب سے بہت سے قلمی نسخے خریدے تاکہ تحقیق کے کام میں رکاوٹ پیدا نہ ہو اور یہ کام تسلسل سے جاری رہے۔ وہ اپنے ساتھیوں کی بھی اس سلسلہ میں مدد کر دیتا تھا۔ (۱۴)

ارل سٹین نے قلمی نسخوں کی ترتیب نو کے ساتھ ساتھ کشمیر کے قدیم جغرافیہ کا بھی مطالعہ کیا۔ اس مطالعہ میں پنڈت گوند کول اور پنڈت چندرام نے اس کی مدد کی۔ ارل سٹین نے جغرافیہ کشمیر پر تحقیقی کام ۱۸۹۹ء میں مکمل کیا۔ ارل سٹین کا ایک اہم کارنامہ کلہن کی راج ترنگنی کا انگریزی زبان میں ترجمہ تھا۔ انگریزی زبان کے اس ترجمہ کی وجہ سے تاریخ کشمیر، کو یورپ تک رسائی مل گئی۔ راج ترنگنی کو سنسکرت زبان سے انگریزی زبان میں منتقل کرنا بلاشبہ ایک مشکل اور وقت طلب کام تھا۔ مگر ارل سٹین نے بڑی ہمت، استقامت اور سنسکرت زبان کے کشمیری عالموں کی مدد و تعاون سے یہ کام بخوبی انجام دیا۔ وہ یہاں کے موسم کی شدت کی پروا کیے بغیر ادبی و تحقیقی کام کرتا رہا۔ (۱۵)

راج ترنگنی کا انگریزی زبان میں ترجمہ گیارہ سال کے طویل عرصہ میں ۱۹۰۰ء میں مکمل ہوا۔ یہ ترجمہ دو جلدوں میں تھا۔ پنجاب یونیورسٹی میں مصروفیت کے باوجود ۱۸۹۵ء، ۱۸۹۶ء، ۱۸۹۸ء میں وہ مسلسل اس انگریزی ترجمہ کے لیے بھی مصروف کار رہا۔ اس نے Captain Anthony Troyer کی راج ترنگنی کے فرانسیسی ترجمہ سے بھی معلومات حاصل کیں تھیں۔ (۱۶)

کلہن کی راج ترنگنی اور ارل سٹین کا نام، دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ راج ترنگنی کا جب تذکرہ ہوتا ہے تو ارل سٹین کا نام فوراً ذہن میں آجاتا ہے۔ اس نے کلہن پنڈت اور اس کی راج ترنگنی کو ہندوستان کے علاوہ ساری دنیا میں مشہور کر دیا جو ایک بڑا کارنامہ ہے۔ راج ترنگنی کے ترجمے کے ساتھ اس کی وضاحت، بہترین حواشی، ارل سٹین کی قابلیت، لگن، محنت، جستجو اور ذہانت کا ثبوت ہیں۔ ارل سٹین کے معاونین میں ایک بہترین معاون، اس کا کلرک رام چند ربالی تھا جس نے ارل سٹین کی تحقیقی تحریروں کو ٹائپ کیا اور اس تحریری مواد کو کتابی شکل میں مرتب کرنے میں معاون ثابت ہوا۔

ارل سٹین کو نہ صرف کشمیر کے علم و ادب، زبان اور یہاں کے تہذیب و کلچر سے محبت تھی بلکہ وہ یہاں کے قدرتی حسن اور پرسکون ماحول سے بھی محبت رکھتا تھا۔ وہ اکثر موہند مرگ میں اپنا وقت گزارتا تھا۔ اپنے علمی، ادبی اور تحقیقی نکات پر یہاں بیٹھ کر غور و فکر کیا کرتا تھا۔ اس دوران اس کا معاون رام چند ربالی اس کے ہمراہ ہوتا تھا۔

ارل سٹین نے کلہن پنڈت کی راج ترنگنی کو ایک نئی شکل اور وضع کے ساتھ دنیا بھر میں پھیلا دیا۔ اس کی شہرت ہندوستان سے نکل کر پوری دنیا میں پھیل گئی۔ یہ ایک غیر ملکی عالم، ماہر آثار قدیمہ اور عاشقِ کشمیر کا کارنامہ تھا۔ موہند مرگ کی خوبصورت تنہائی میں بیٹھ کر یہ مفکر اپنے تجربات کو خوبصورت تحریروں میں ڈھالتا رہا تا کہ آنے والے وقتوں میں نہ صرف کشمیری بلکہ غیر ملکی بھی تاریخ کشمیر کو صحیح طریقے سے سمجھ سکیں اور اس سے مستفید ہوں۔ یہ ارل سٹین کا کشمیری ادب پر احسانِ عظیم ہے۔

ارل سٹین اور کشمیری لوک کہانیاں اور محاورے

کشمیری لوک کہانیاں اور محاورے کشمیری ادب کا دلچسپ نمونہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی محققین ان پر قلم آزمائی کیے بغیر نہ رہ سکے۔ ارل سٹین نے کشمیری لوک کہانیاں اور محاوروں کو اکٹھا کیا اور ان کو کتابی صورت میں پیش کر کے اپنی ذہنی صلاحیتوں کا ثبوت دیا۔ راج ترنگنی کا انگریزی زبان میں ترجمہ کرتے ہوئے ارل سٹین کے ذہن میں کشمیر کے لوک ادبی سرمایہ کو جمع کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ رسول پونپر ماہنامہ "شیرازہ" میں رقمطراز ہیں:

> "سٹائن نے بے شمار کتابیں لکھیں جن میں راج ترنگنی کی سائنسی انداز میں انگریزی شرح اور حاتم تلہ وانی کی دو لوک داستانیں قابل داد ہیں۔"(۱۷)

ارل سٹین نے بھی ہنٹن نولز کی طرح کشمیر کے اس لوک ادبی ذخیرہ کو ضائع ہونے سے بچانے کے لیے اسے محفوظ کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ کشمیری لوک ادبی مواد کی صوتیاتی درستی کے لیے بھی اس کو محفوظ کرنا چاہتا تھا۔ اس کام کے لیے ارل سٹین نے ایک مقامی داستان گو Hatim Tilwon کی خدمات حاصل کیں جو ان پڑھ تھا۔ کشمیر میں اس قسم کے داستان گو نسل در نسل یہ کام کرتے چلے آرہے تھے اور اپنی پیشہ ورانہ خدمات سے دوسروں کو مستفید کرتے تھے۔ انھیں اپنے فن پر مکمل عبور رہتا تھا۔ ارل سٹین جب اس سے داستان سنتا تو وہ ہمہ تن اسی کی طرف متوجہ ہوتا تھا۔ جارج گریرسن لکھتے ہیں:

> Kashmir is also celeberated for its folktales. Not only are some familier in every home, but there are also professional rawis, or reciters, who make a living by telling fairy-tales worthy of the Arabian Nights. These men recite with astonishing verbal accuracy stories that have been handed down to them by their predecessors, now and then containing words that have fallen out of use, and with the meaning of which they are now unacquainted. Sir Aurel Stein has made a collection of such tales, as dictated by one

of these men, which he has handed over to the present writer for the translation and publication. (18)

کشمیر کی یہ لوک کہانیاں دیوناگری رسم الخط میں تھیں۔ ارل سٹین نے اپنے ساتھی پنڈت گوندکول کی مدد سے انھیں مرتب کیا مگر اسی دوران پنڈت گوندکول کا انتقال ہو گیا۔ اس کے کام کو جاری رکھنے کے لیے سنسکرت زبان کے ماہر پنڈت کاشی رام نے سٹین کی مدد کی اور کام کی تکمیل تک اس کا بھرپور ساتھ دیا۔ ان کشمیری کہانیوں میں مزاحیہ محاوروں کا استعمال کیا گیا تھا جو انڈین رسم الخط سے مختلف تھے۔ ارل سٹین نے یہ تمام جمع شدہ مرتب مواد آئرش سکالر جارج ابراہم گریرسن کو تھما دیا جس نے توضیح کے بعد ان کو لندن سے شائع کرا دیا۔

ارل سٹین کی کشمیری لوک کہانیاں "Hatim's Tales" کے نام سے ۱۹۱۷ء میں لندن سے شائع ہوئیں۔

ارل سٹین نے سولہ سال کے بعد اس داستان کو دوبارہ سنا۔ اس شخص نے حرف بہ حرف لوک کہانیاں اسی طرح بیان کر دیں جس طرح ۱۶ سال پہلے بیان کی تھی۔ گویا یہ فن مسلسل تھا جو عرصہ دراز گزر جانے کے باوجود لب ولہجہ سے اپنی شناخت نہ کھو سکا۔ یہی وہ لوک ادبی ورثہ تھا جس کو ارل سٹین اور دیگر مغربی محققین نے محفوظ کرنے کی کوشش کی۔

اس طرح مغربی اور کشمیری سکالرز کے مابین بہترین تعاون کی فضا میں کام کرنے کے مثبت نتائج برآمد ہوئے۔ رابطے اور تعاون کی بدولت ارل سٹین اور دیگر مغربی محققوں کے مابین ادبی اور تحقیقی سرگرمیاں پروان چڑھیں، کیونکہ ارل سٹین کشمیر میں رہ کر، یورپی باشندوں کے لیے ایک بہترین رابطے اور معلومات کا ذریعہ تھا۔

ارل سٹین نے اپنی علمی و ادبی تحقیق اور سائنسی سرگرمیوں کا مرکز سرزمین کشمیر اور وسطی ایشیا کو بنایا تھا۔ اس کو لداخ سے گزر کر ان دونوں مقامات پر پہنچنا پڑتا تھا۔ سٹین نے ۱۹۱۰ء سے وسطی ایشیا اور ایران میں اپنی تحقیقی سرگرمیاں جاری رکھیں۔ اس بہترین کارکردگی پر اسے ۱۹۱۳ء، ۱۹۱۶ء میں حکومت فرانس اور سویڈن کی طرف سے ایوارڈ سے نوازا گیا۔ ایک اور ایوارڈ اسے ۱۹۲۶ء۔ ۱۹۲۸ء کے درمیان دیا گیا۔ یہ ارل سٹین کی ادبی خدمات کا اعتراف تھا۔

ارل سٹین پہلا مغربی مفکر تھا جس نے کشمیر کے علم و ادب کے ساتھ ساتھ کشمیر کی ثقافت کو بھی سمجھا تھا۔ اُس نے زبانوں کے علم کو سیکھنے کا جو سلسلہ یورپ میں شروع کیا تھا، وہ شوق جنوں بن کر اسے کشمیر کھینچ لایا تھا۔ اس نے یہاں کی مقامی و دیسی زبانوں پر عبور حاصل کیا اور کشمیری زبان کے ادب کو اپنی زبان میں منتقل کیا۔ مقامی باشندوں کی عدم دلچسپی کی بدولت اس زبان کے قدیم ادبی ذخائر یونہی پڑے تھے۔ ان کی حفاظت اور محفوظ کرنے

کے لیے کوئی ٹھوس انتظامات نہ تھے۔ ارل سٹین نے اس تہذیبی اور ثقافتی ورثے کو محفوظ و مربوط بنانے کے لیے جان توڑ کوششیں کیں، مقامی لوگ جو اس طرف سے بالکل لاتعلق یا بے حس تھے ان کو متحرک کیا۔ اپنے کام کا جنون، جذبہ اس نے مقامی لوگوں میں پیدا کرنے کی کوشش کی۔ وہ اس سرزمین سے تعلق نہیں رکھتا تھا مگر اس نے اس سرزمین کے علمی و ادبی ذخائر کو اپنی زبان میں محفوظ کیا۔ کشمیری ادب کو شہرت کی بلندیوں پر پہنچایا۔ کشمیر کے لوگوں کو ادب شناس بنا دیا۔ ان کی شناخت اُن کی پہچان اُن کا ادب، زبان اور ثقافت تھی، اسی شناخت کو اس مغربی محقق نے پوری دنیا میں عام کر دیا۔ بقول ایس این پنڈت:

> His keen interst in Kashmir and Kashmir's past which he created could not fail to react on Kashmir, where the ancient learning was still preserved by the learned according to the inherited methods but without real progress while the great masses took no interest in them.(19)

ارل سٹین نے کشمیری ادب میں محو ہو کر جو علمی بنیادیں مشرقی اور مغربی سکالرز کے لیے پیدا کر دیں، وہ آنے والے زمانوں میں بھی نا قابل فراموش رہیں گی۔ یہ اس مغربی عالم کے کشمیر کے ساتھ والہانہ لگاؤ کا بین ثبوت ہے۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(1) Pandita, S. N, *Aurel Stein in Kashmir*, New Delhi-India: Om Publications, 1948, P 1.

(2) ibid , P 22.

(3) ibid , P 23.

(4) ibid , P 24.

(5) ibid , P 26.

(6) Shauq, Shafi, Hatim's Tales, *Kashmiri Stories and Songs*, Aurel Stein Introduction, Srinagar, Kashmir: Gulshan Books, Residency Road, 2005, P iii.

(7) Pandita, S. N, *Our Cultural Legacy*, M. K. Kaw, Editor, Kashmir & Its People, P 269.

(8) Walter Lawrence, Sir, *The Valley of Kashmir*, London: Oxford University Press, 1895, P 182.

(9) Pandita, S. N, *Aurel Stein in Kashmir*, P P 49-50.

(10) Pandita, S. N, *Our Cultural Legacy*, M. K. Kaw, Editor, Kashmir & Its People, P 268.

(11) Pandita, S. N, *Aurel Stein in Kashmir*, P 54.

(12) ibid , P 55.

(۱۳) رسول پونپر، سید، ''کشمیری زبان اور یورپی محققین''، مشمولہ شیرازہ، محمد اشرف ٹاک، ایڈیٹر، ''شیرازہ'' اردو، سرینگر جموں: جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، جلد ۴۵، شمارہ ۸–۱۱، ص ۳۸۱

(14) Pandita, S. N, *Aurel Stein in Kashmir*, P 95.

(۱۵) بُرج پریمی، ڈاکٹر، جلوۂ صد رنگ، سرینگر کشمیر: ریپ پبلی کیشنز، نئی پورہ، ۱۹۸۵ء، ص ۲۳۷

(16) Pandita, S. N, *Aurel Stein in Kashmir*, P 50.

(۱۷) رسول پونپر، سید، ''کشمیری زبان اور یورپی محققین''، مشمولہ شیرازہ، محمد اشرف ٹاک، ایڈیٹر، ''شیرازہ'' اردو، سرینگر جموں: جموں اینڈ کشمیر اکیڈیمی آف آرٹ کلچر اینڈ لینگویجز، جلد ۴۵، شمارہ ۸–۱۱، ص ۳۸۰–۳۸۱

(18) G. A. Grierson, *Linguistic Survey of India*, Vol III, Part II, P 238.

(19) Pandita, S. N, *Aurel Stein in Kashmir*, P 8.